

(مولانا) محمد یوسف خان

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

آج کا خطبہ

کسی قوم میں حیاء نہ رہے تو ایمان بھی نہیں رہتا

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الحیاء والایمان قرناء  
جميعاً فاذا رفع احدهما رفع الآخر (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”حیاء اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ  
ساتھ اور اکٹھے ہی رہتے ہیں جب ان دونوں میں سے کوئی ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

شرم و حیاء ایک ایسا اہم فطری اور بنیادی وصف ہے جس کو انسان کی سیرت سازی میں بہت دخل ہے۔ یہی وہ وصف  
اور خلق ہے جو آدمی کو بہت سے بُرے کاموں اور بُری باتوں سے اور فواحش و منکرات سے بچاتا ہے اور اچھے اور شریفانہ  
کاموں کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ شرم و حیاء انسان کی بہت سی خوبیوں کی جڑ، بنیاد اور فواحش و منکرات سے اس کی محافظ ہے۔  
اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم و تربیت میں اسی پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

زید بن طلحہ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور  
دین اسلام کا امتیازی وصف حیاء ہے۔ (البیہقی)

مطلب یہ ہے کہ ہر دین اور ہر شریعت میں اخلاق انسانی کے کسی خاص پہلو پر نسبتاً زیادہ زور دیا جاتا ہے اور انسانی  
زندگی میں اس کو نمایاں اور غالب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اسلام یعنی حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور تعلیم میں حیاء پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں حیاء کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہمارے عرف اور محاورہ  
میں تو حیا کا تقاضا اتنا ہی سمجھا جاتا ہے کہ آدمی فواحش سے بچے یعنی شرمناک باتیں اور شرمناک کام کرنے سے پرہیز کرے  
لیکن قرآن مجید و احادیث مبارکہ کے عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیا کا تعلق صرف انسانوں ہی سے نہیں بلکہ  
حیاء کا سب سے زیادہ مستحق وہ خالق و مالک ہے جس نے بندہ کو وجود بخشا اور جس کی پروردگاری سے وہ ہر آن حصہ پارہا ہے  
اور جس کی نگاہ پاک سے اس کا کوئی عمل اور کوئی حال چھپایا نہیں جاسکتا۔ اس کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ شرم و حیا کرنے  
والے انسانوں کو سب سے زیادہ شرم و حیا اپنے ماں باپ کی اور اپنے بڑوں اور محسنوں کی ہوتی ہے، اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ

سب بڑوں سے بڑا اور سب محسنوں کا محسن ہے۔

لہذا بندہ کو سب سے زیادہ شرم و حیا اسی کو ہونی چاہئے اور اس حیا کا تقاضا یہ ہوگا کہ جو کام اور جو بات بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم کے خلاف ہو، آدمی کی طبیعت اُسے خود انقباض اور اذیت محسوس کرے اور اس سے باز رہے اور جب بندے کا یہ حال ہو جائے تو اس کی زندگی جیسی پاک اور اس کی سیرت جیسی پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر انصار میں سے ایک شخص پر ہوا اور وہ اس وقت اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں کچھ نصیحت و ملامت کر رہا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حیا تو ایمان کا جز یا ایمان کا پھل ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انصار میں سے کوئی صاحب تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا وصف خاص طور سے عطا فرمایا تھا جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے معاملات میں نرم ہوں گے۔ سخت گیری کے ساتھ لوگوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہ کرتے ہوں گے اور بہت سے موقعوں پر اسی شرم و حیا کی وجہ سے کھل کر باتیں بھی نہ کر پاتے ہوں گے۔ جیسا کہ اہل حیا کا عموماً حال ہوتا ہے اور ان کے کوئی بھائی تھے، جو ان کی اس حالت اور روش کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دن یہ بھائی ان صاحب حیا بھائی کو اس پر ملامت اور سرزنش کر رہے تھے کہ تم اس قدر شرم و حیا کیوں کرتے ہو، اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کا ان دونوں بھائیوں پر گزر ہوا، اور آپ ﷺ نے اُن کی باتیں سن کر ملامت و نصیحت کرنے والے بھائی سے ارشاد فرمایا کہ اپنے ان بھائی کو ان کے حال پر چھوڑو، ان کا یہ حال تو بڑا مبارک حال ہے، شرم و حیا تو ایمان کی ایک شاخ یا ایمان کا پھل ہے اگر اس کی وجہ سے بالفرض دنیا کے مفادات کچھ فوت بھی ہوتے ہوں آخرت کے درجے بے انتہاء بڑھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا ایمان کی ایک شاخ ہے (یا ایمان کا ثمرہ ہے) اور ایمان کا مقام جنت ہے، اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی)

اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں بھی جو "الحیاء من الایمان" فرمایا گیا ہے بظاہر اس کا مطلب یہی ہے کہ شرم و حیا شجر ایمان کی خاص شاخ یا اس کا ثمرہ ہے۔ صحیحین کی ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے:

والحیاء شعبة من الایمان "اور حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے)۔

بہر حال حیا اور ایمان میں ایک خاص نسبت اور خاص رشتہ ہے، اور یہ سب اسی کی تعبیر میں ہیں اور اسی کی ایک تعبیر وہ بھی ہے جو اس حدیث میں ہے۔

کہ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، حیا صرف خیر ہی کو لاتی ہے۔  
(صحیح بخاری صحیح مسلم)

بعض اوقات سرسری نظر میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ شرم و حیا کی وجہ سے آدمی کو کبھی کبھی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اسی شبہ کا ازالہ فرمایا ہے اور آپ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ شرم و حیا کے نتیجے میں بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ نفع ہی ہوتا ہے حتیٰ کہ جن مواقع پر ایک عام آدمی کو عامیانہ نقطہ نظر سے نقصان کا شبہ ہوتا ہے تو یہاں بھی اگر ایمانی اور اسلامی وسیع نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بجائے نقصان کے نفع ہی نظر آئے گا۔

یہاں بعض لوگوں کو ایک اور بھی شبہ ہوتا ہے اور وہ شبہ یہ ہے کہ شرم و حیا کی زیادتی بعض اوقات دینی فرائض ادا کرنے سے بھی رکاوٹ بن جاتی ہے، مثلاً جس آدمی میں شرم و حیا کا مادہ زیادہ ہو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فرائض ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو نصیحت کرنے اور مجرموں کو سزا دینے جیسے اعلیٰ دینی کاموں میں بھی ڈھیلا اور کمزور ہوتا ہے لیکن یہ شبہ دراصل ایک مغالطہ پر مبنی ہے۔ انسانی طبیعت کی جو کیفیت اس قسم کے کاموں کے انجام دینے میں رکاوٹ بنتی ہے وہ دراصل حیا نہیں ہوتی بلکہ وہ اس آدمی کی ایک فطری اور طبعی کمزوری ہوتی ہے، لوگ ناواقفی سے اس میں اور حیا میں فرق نہیں کر پاتے، ورنہ حیا گناہوں سے روکتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگلی نبوت کی باتوں میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے اس میں ایک یہ مقولہ بھی ہے کہ جب تم میں شرم و حیا نہ ہو تو پھر جو چاہو کرو۔ (صحیح بخاری)

انبیائے سابقین کی پوری تعلیمات اگرچہ محفوظ نہیں رہیں لیکن ان کی کچھ کچی پکی باتیں ضرب المثل کی طرح ایسی مقبول عام اور مشہور عام ہو گئیں کہ سینکڑوں ہزاروں برس گزرنے پر بھی وہ محفوظ اور زبان زد خلاق رہیں، انہیں میں سے ایک تعلیم یہ بھی ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ تک بطور ضرب المثل لوگوں کی زبان پر چڑھی تھی إِذَا لَمْ تَسْتَحْيَ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ "جس کو فارسی میں کہا جاتا ہے بے حیا باش و ہرچہ خواہی گن"۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں تصدیق فرمائی کہ یہ حکیمانہ اور ناصحانہ مقولہ اگلی نبوت کی تعلیمات میں سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسے اس سے حیا کرنی چاہئے۔ مخاطبین نے عرض کیا الحمد للہ! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو۔ (جامع ترمذی) (یعنی برے خیالات سے دماغ

کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہونی چاہئے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دستبردار ہو جائے گا۔ اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلے میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ سب کچھ کیا سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔

اس سلسلہ کی پہلی حدیث کی تشریح میں حیا کے معنی کی وسعت کی طرف جو اشارہ کیا گیا تھا ترمذی کی اس حدیث سے اس کی توثیق ہی نہیں بلکہ مزید توضیح و تشریح بھی ہو جاتی ہے۔

نیز حدیث کے آخری حصہ سے ایک اصولی بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق وہی بندے ادا کر سکتے ہیں جن کی نظر میں اس دنیا اور اس کے عیش و عشرت کی کوئی قیمت نہ ہو اور دنیا کو ٹھکرا کے آخرت کو انہوں نے اپنا <sup>مط</sup>ح نظر بنالیا ہو۔ اور موت اور موت کے بعد کی منزلیں ان کو ہمہ وقت یاد رہتی ہوں اور جس کا یہ حال نہ ہو وہ خواہ کیسی ہی باتیں بناتا ہو اس حدیث کا فیصلہ ہے کہ اس نے اللہ سے حیا کا حق ادا نہیں کیا۔